عقيدة

أهل السنة والجماعة

تأليف

فضيلة الشيخ محمد الصالح العثيمين حفظه الله

ترجمہ

حافظ عبد الرشید اظہر

نام کتاب	:	عَقِیدة أهلُ السُنّة والجماعة
مولف	:	فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
مترجم	:	حافظ عبدالرشید اظہر
صفحات	:	۷۹
ناشر	:	وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد مملکت سعودی عرب

:: www.AsliAhleSunnet.com ::

فہرست مضامین

عرضِ مترجم ۔ ۸
مقدمہ ۔ شیخ ابن باز حفظہ اللہ ۔ ۹
مقدمۂ مولف حفظہ اللہ ۔ ۱۰
فصل اوّل : ۱۲
اللہ پر ایمان مفصل کا بیان ۔ ۱۲
ربوبیت، الوہیت، اسماء وصفات اور وحدانیتِ باری تعالیٰ پر ایمان ۔ ۱۲
آیۃ الکرسی ــــ بعض اسماء الٰہی ۔ ۱۳-۱۴
اللہ تعالیٰ کی بعض صفاتِ فعلیہ کا بیان ــــ کلام، علو، استوار سی العرش اور معیت ۔ ۱۵-۱۹
یہ کہنا کفر اور گمراہی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں اپنی مخلوق کے ساتھ ہے ۔ ۲۰
آسمانِ دنیا پر نزول، قیامت کے دن بندوں میں فیصلے کے لیے تشریف آوری ۔ ۲۱
ارادہ اور اس کی دو قسمیں، کونیہ اور شرعیہ ۔ ۲۲
اللہ تعالیٰ کا ہر ارادہ حکمت پر مبنی ہے ۔ کونی ہو یا شرعی ۔ ۲۳
محبت، رضا، کراہت اور غضب ۔ ۲۴-۲۶
اللہ کی بعض صفاتِ ذاتیہ (مثلاً وجہ، یدان، عینان) ۔ ۲۶-۲۸

مومنوں کے اپنے رب کریم کو بلا ادراک دیکھنے کا ثبوت۔	۲۷
اللہ کی صفات کاملہ ہیں اس لیے اس کی تمثیل ناممکن ہے۔	۲۸
اللہ تعالیٰ اونگھ، نیند، ظلم، غفلت، عاجزی، تھکاوٹ اور لاچاری وغیرہ سے منزہ اور پاک ہے۔	۲۸-۲۹
صفات باری تعالیٰ کے بارے میں دو عظیم غلطیوں کی نشاندھی (تمثیل، تکییف)۔	۲۹-۳۰
جن مسائل میں اللہ اور اس کے رسول نے سکوت فرمایا ہے ہمیں بھی ان کے متعلق سکوت اختیار کرنا چاہیے۔	۳۰
اس راستے پر چلنا فرض ہے کیونکہ	۳۰-۳۱
اللہ اور اس کے رسول کا کلام صداقت، علم اور حسنِ بیان میں کامل ہے۔	۳۰-۳۱
فصل دوم :	۳۲
مثبت یا منفی صفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان لانے میں کتاب وسنت	۳۲
سلف صالحین اور ائمۂ ہدایت کے طرزِ عمل پر اعتماد کرنا چاہیے۔	۳۲
نصوصِ کتاب وسنت کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کرنا واجب ہے،	۳۲
اہلِ تحریف وتعطیل اور غلو سے اظہارِ برارت ۔ کتاب وسنت میں صرف حق ہے۔	۳۳
کتاب وسنت میں کسی قسم کا کوئی تعارض واختلاف نہیں ہے۔	۳۳
کتاب وسنت میں تعارض کا دعویٰ کج روی کا نتیجہ ہوتا ہے۔	۳۴
کتاب وسنت میں تعارض کا وہم قلتِ علم، قصورِ فہم یا قلتِ تدبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔	۳۴
غور وتدبر کے باوجود کتاب وسنت کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو...	۳۴

فصل سوم :	۳۵
فرشتوں پر ایمان، اور ان کے ذمے بعض اعمال کا بیان۔	۳۵
بعض اوقات فرشتے انسانی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں ــــ البیت المعمور۔	۳۸-۳۶
فصل چہارم :	۳۹
کتابوں پر ایمان ـ اللہ نے اپنے ہر رسول پر کتاب نازل فرمائی۔	۳۹
جن کتابوں کا ہمیں علم ہے۔ توراۃ۔ انجیل۔ زبور۔	۴۰-۳۹
قرآنِ کریم تمام سابقہ کتابوں کا محافظ و نگران ہے۔ اس کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔	۴۱
سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف، زیادتی اور نقص اور اس کی مثالیں۔	۴۲
فصل پنجم :	۴۵
رسولوں پر ایمان ـ ان کی بعثت کی حکمت۔	۴۵
پہلے رسول نوح علیہ السلام اور آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔	۴۶-۴۵
اولوالعزم رسولوں کا ذکر ـ شریعت محمدیہ کی افضلیت و جامعیت۔	۴۶
تمام رسول اللہ کی بشری مخلوق اور مکرم بندے تھے جنہیں اللہ نے رسالت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ ان میں خصائصِ ربوبیت میں سے کوئی خصوصیت نہ تھی۔	۴۸-۴۷
شریعتِ محمدیہ ہی اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا۔	۵۰-۴۹

جو اسلام کے علاوہ کسی دین کو قابلِ قبول سمجھے وہ کافر ہے۔	۵۱
جس نے رسالتِ محمدیہ کے عالمگیر ہونے کا انکار کیا وہ تمام رسولوں کا منکر ہے۔	۵۱
محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ آپ کے بعد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا یا اس دعوے کی تصدیق کی وہ کافر ہے۔	۵۲
خلفائے راشدین ۔ ان میں سے افضل اور اولین حقدارِ خلافت۔	۵۲
جزوی خصوصیت سے کلی اور مطلق فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔	۵۳
اُمتِ محمدیہ خیر الامم ہے۔ اس میں درجہ بدرجہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کا مقام و مرتبہ ہے۔	۵۳-۵۴
ایک گروہ تا قیامت حق پر قائم رہے گا۔	۵۴
مشاجراتِ صحابہ اجتہاد پر مبنی تھے۔ صحابہ کرام کے بارے میں سوءِ ادب سے باز رہنا واجب ہے۔	۵۴-۵۵
فصلِ ششم:	۵۶
قیامت پر ایمان ۔ بعث بعد الموت، نامہ ہائے اعمال اور میزان پر ایمان۔	۵۶-۵۸
شفاعت عامہ وخاصہ ۔ حوض اور اس کی بعض صفات اور پل صراط کا ذکر۔	۵۹-۶۰
جنت، دوزخ پر ایمان اور وہ اس وقت موجود ہیں اور کبھی فنا نہیں ہوں گے۔	۶۰-۶۱
مخصوص لوگوں اور عام اہل ایمان کے لیے جنت کی اور کفار کے	

لیے دوزخ کی شہادت ۔	۶۲۔ ۶۳
فتنۃ القبور، اہلِ ایمان کی ثابت قدمی اور ثواب و عذابِ قبر کا ثبوت ۔	۶۳۔ ۶۴
آخرت کے غیبی امور کو دنیوی مشاہدات پر قیاس کرنا غلط ہے۔	۶۵
فصل ہفتم:	۶۶
تقدیر پر ایمان ۔ چار مراتبِ تقدیر ۔ علم، کتابت، مشیت تخلیق ۔	۶۶۔ ۶۸
انسان اپنے اعمال پر قدرت و اختیار رکھتا ہے ۔	۶۸
انسان کے صاحبِ اختیار وارادہ ہونے کی ۵ دلیلیں ۔	۶۹۔ ۷۰
نافرمانی پر تقدیر کو حجت بنانا ناجائز ہے ۔ اس کے دلائل ۔	۷۱۔ ۷۲
قضاء الٰہی سراپا خیر ہے ۔ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی	۷۳
شر مقتضیات میں ہوتا ہے مگر وہ بھی من کل الوجوہ نہیں ۔	۷۳۔ ۷۴
فصل ہشتم:	۷۵
اس عقیدے کے ثمرات و فوائد ۔	۷۵
اللہ پر ایمان کے ثمرات ۔	۷۵
فرشتوں پر ایمان کے فوائد ۔	۷۶
کتبِ سماویہ پر ایمان کے فوائد ۔	۷۶
رسولوں پر ایمان کے فوائد ۔	۷۷
یوم آخرت پر ایمان کے فوائد ۔	۷۷
تقدیر پر ایمان کے فوائد ۔	۷۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وبعد؛

قارئین محترم! فضیلۃ الشیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ "عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ" کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ شیخ موصوف نے اس میں حدیثِ جبریل میں مذکور اصولِ ایمان کی تشریح و توضیح فرمائی ہے، اس ضمن میں عقیدے کے اکثر مسائل مثبت پیرائے میں مرتب فرمائیے ہیں۔ طرزِ نگارش نہایت سادہ اور عام فہم ہے، اسلوبِ بیان بڑا آسان اور دلکش ہے۔

اور موضوع سے متعلقہ بیشتر مسائل کا احاطہ کرنے کے باوجود اختصار کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا۔

اللہ رب العزت اسے اپنے بندوں کے لیے ہدایت کا باعث بنائے

مصنف موصوف کو جزائے خیر سے نوازے۔

اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، جس دن

"لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝" ۲۶/۸۸-۸۹

مال اور بیٹے فائدہ نہیں دیں گے مگر اسے جو قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا۔

اور جس دن

"يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝" ۸۰/۳۴۔۳۵-۳۶

انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگ نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر و ثواب میں شریک فرمائے جنہوں نے اس کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا بالخصوص گرامی قدر محترم حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان حفظہ اللہ جنہوں نے اسے شروع سے آخر تک متن کے ساتھ مقابلہ کر کے سنا۔ فجزاہ اللہ خیرا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

لاہور

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ — طالبِ دعا: عبدالرشید اظہر بن عبدالعزیز عفا اللہ عنہما

مقدمہ

از :- فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالی

الحمد للہ وحدہ و الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی اٰلہ و صحبہ ۔ اما بعد :

میں عقیدے کی اس قابل قدر اور مختصر کتاب پر مطلع ہوا جسے ہمارے بھائی فضیلۃ الشیخ العلامۃ محمد بن صالح العثیمین نے جمع کیا ہے ۔ میں نے پوری کتاب سنی تو اسے توحید باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات، ملائکہ، کتب سماویہ، رسل اللہ، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان کے ابواب میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کا بڑا شاندار مجموعہ پایا ۔ بلاشبہ مصنف نے بڑی عمدگی سے اسے جمع کیا اور کارآمد بنایا، اس میں وہ تمام مسائل جمع کر دیے ہیں جو ایک طالب علم اور عام مسلمان کو اللہ کی ذات، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان کے سلسلے میں درپیش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ بعض ایسی بے حد مفید باتیں بھی ذکر کر دی ہیں جن کا عقیدے سے تعلق ہے اور وہ عقیدے کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور مزید علم و ہدایت نصیب فرمائے، اس کتاب کو اور ان کی دیگر تمام مؤلفات کو نافع و مفید بنائے ۔

اللہ مؤلف محترم، ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو حق و صواب کی طرف راہنمائی کرنے والے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے جو علی وجہ البصیرۃ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں ۔ بلاشک وہ سننے والا قریب ہے ۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد و اٰلہ و صحبہ ۔

الفقیر الی اللہ عبد العزیز بن عبد اللہ
ابن باز سامحہ اللہ ۔ الرئیس العام
لإدارات البحوث العلمیۃ والإفتاء
والدعوۃ والإرشاد ۔ الریاض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ولاعدوان الا علی الظالمین واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک الحق المبین واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ خاتم النبیین وامام المتقین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد۔

اللہ رب العزت نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام اہل جہان کے لیے رحمت، عمل کرنے والوں کے لیے نمونہ اور لوگوں پر حجت بنا کر مبعوث فرمایا، آپ کی ذات گرامی اور آپ پر نازل کردہ کتاب و حکمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ بیان فرمادیا جس میں بندوں کے لیے بھلائی اور ان کے دینی و دنیوی امور کی استقامت ہے۔

جیسے صحیح عقائد، درست اعمال، عمدہ اخلاق اور بلند پایہ آداب وغیرہ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو روشن اور صاف راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں، جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے۔ صرف ہلاکت اختیار کرنے والا شخص ہی اس راستے سے بھٹک سکتا ہے۔

پھر آپ کی امت کے وہ افراد اس راستے پر گامزن رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا، وہ صحابۂ کرام، تابعین عظام کی تمام مخلوق میں سے چیدہ و برگزیدہ جماعت تھی اور وہ لوگ جنہوں نے خوش اسلوبی سے ان کی پیروی کی، شریعت کو لے کر اٹھے سنتِ رسول کو مضبوطی سے تھامے رکھا، عقیدہ، عبادت اور اخلاق و آداب میں اسے پوری طرح اپنایا، اور یہی حضرات وہ مبارک جماعت قرار پائے جو ہمیشہ سے حق پر قائم ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والے اور انہیں رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تا آنکہ قیامت برپا ہو جائے گی اور وہ اسی شریعت پر رواں دواں ہوں گے اور ہم بھی ـــ الحمد للہ ـــ انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے طرزِ عمل

کو ۔۔۔ جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سے تائید ہوتی ہے ۔۔۔ اپنائے ہوئے ہیں ، ہم تحدیثِ نعمت کے طور پر اور یہ بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہر مومن کو اس طریقے پر کاربند رہنا ضروری ہے ۔

اور ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو دنیا و آخرت میں کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اپنی رحمت سے نوازے ۔ بلاشبہ وہ بہت نوازشیں فرمانے والا ہے ۔

میں نے اس موضوع کی اہمیت اور عقیدے کے بارے میں لوگوں کی منتشر اور متفرق خواہشات کے پیش نظر بہتر سمجھا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جس پر ہم عمل پیرا ہیں بالاختصار قلمبند کروں اور وہ عقیدہ اللہ رب العزت ، اس کے ملائکہ ، اس کی کتابوں ، اس کے رسولوں ، روزِ قیامت اور تقدیر کی بھلائی و برائی پر ایمان لانے کا نام ہے ۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو خالصتًا اپنی ذات کے لیے کرنے کی توفیق بخشے ، اسے پسندیدہ اعمال کے مطابق بنائے اور اپنے بندوں کے لیے سودمند کرے ۔ آمین یارب العالمین

فصل اوّل

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ :

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کی بُرائی بھلائی پر ایمان لانا ۔

اللہ پر ایمان مفصّل کا بیان :

پس ہم اللہ کی ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں یعنی صرف وہی پالنے والا، پیدا کرنے والا، بادشاہ (ہر شے کا مالک) اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے،

اور ہم اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں یعنی صرف وہی معبودِ برحق ہے۔ اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ یعنی اچھے سے اچھے نام سب اسی کے لیے ہیں اور ان اوصاف میں اس کی وحدانیت پر بھی ہمارا ایمان ہے یعنی اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

" رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔“ ۱۹/۶۵

(وہ) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب کا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ کیا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو؟

ہمارا ایمان ہے کہ:-

” اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ “ ۲/۲۵۵

اللہ (ہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ، ہمیشہ قائم رہنے والا، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو (ہو رہا) ہے۔ اور جو کچھ ان کے پیچھے (ہو چکا) ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے۔ (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور اسے ان کی حفاظت دشوار نہیں اور وہ بڑا بلند و بالا

اور صاحبِ عظمت ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" ۲۲-۲۳-۵۹/۲۴

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، (حقیقی) بادشاہ (ہر عیب سے) پاک ذات، سالم، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، لوگ جو شریک مقرر کرتے ہیں۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد واختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، سب اچھے سے اچھے نام اسی کے ہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں۔ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ

"يَشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ" ۴۹-۵۰/۴۲

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

"لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" (۱۱، ۱۲/۴۲)

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے والا، سننے والا ہے، آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ ہر شے سے واقف ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝" ۶/۱۱

زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اور وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ کتاب

روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

«وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ»

۶/۵۹

اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے خشکی اور سمندر کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں مگر وہ کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ۔

«إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ...» الآية ۳۱/۳۴

بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی (مایوسی کے بعد) مینہ برساتا ہے، اور جو کچھ (حاملہ کے) رحم میں ہے۔ اس کی حقیقت کو وہی جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کلام کرتا ہے۔

"وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" ۴/۱۶۴

اور اللہ نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔

"وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ" ۷/۱۴۳

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام فرمایا۔

"وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا" ۱۹/۵۲

اور ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لیے قریب بلایا۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

"لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ" الآیۃ ۱۸/۱۰۹

اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لیے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔

"وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" ۳۱/۲۷

اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر

(کا تمام پانی) سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ھمارا ایمان ہے کہ :-

اللہ کے کلمات خبروں میں صداقت، احکام میں عدل وانصاف اور باتوں میں حسن وجمال کے اعتبار سے تمام کلمات سے بڑھ کر اکمل واتم ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا" الآیۃ - ۶/۱۱۶

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

نیز فرمایا :

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا" ۴/۸۷

اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے ؟

اور ھم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔ یقیناً اس نے وہ کلام کیا ہے اور جبریل پر القا فرمایا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے اسے آنحضرتؐ کے قلب مبارک پر اتارا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ" الآیۃ ۱۰۲/۱۶

کہہ دیجیے اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

"وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ" ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵/۲۶

اور یہ (قرآن) پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین اس کو لے کر اترا ہے (اس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ تم (لوگوں کو) ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں کیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوق سے بلند وبالا ہے۔ اس نے خود ارشاد فرمایا :-

"وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ" ۲/۵۵

وہ بلند و بالا، عظمت والا ہے۔

نیز فرمایا :-

"وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ" ۶/۱۸

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکیم وخبیر ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ" الآیۃ ۱۰/۳

تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔

اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بذاتہ اس پر بلند وبالا ہوا جیسی بلندی اس کی عظمت وجلال کے شایان شان ہے۔ اس کے سوا کسی کو

اس بلندی کی کیفیت معلوم نہیں ہے ۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہوتے ہوئے اپنی مخلوق کے ساتھ بھی ہے ، ان کے حالات جانتا ، اقوال سنتا ، افعال دیکھتا اور تمام امورِ خلق کی تدبیر کرتا ہے ، فقیر کو روزی دیتا اور ناتواں کو طاقت بخشتا ہے جسے چاہے بادشاہی سے نوازتا اور جس سے چاہے اختیارِ سلطنت سلب کر لیتا ہے ، جسے چاہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے ، ہر قسم کی بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔ اور جس ذات کی یہ شان ہو خواہ وہ حقیقتاً مخلوق سے بالاتر اپنے عرش پر ہی ہو اس کے باوجود وہ اپنی مخلوق کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔

"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ" ۴۲/۱۱

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے ، سننے والا ہے ۔

ہم جہمیہ میں سے حلولیہ فرقہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی مخلوق کے ہمراہ زمین میں ہے ، ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایسے کہے وہ یا تو گمراہ ہے یا پھر کافر ، کیوں کہ اس نے اللہ کا ناقص وصف بیان کیا ہے اور ناقص اوصاف اس کے شایانِ شان نہیں ۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خبر دی ہے کہ ہر شب جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا اور کہتا ہے :-

"من یدعونی فاستجیب له، من یسئلنی فاعطیه، من یستغفرنی فاغفرلهٗ" الحدیث

کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے معافی کا طلب گار ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ" ۲۱-۲۲-۲۳/۸۹

تو جب زمین کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار آئے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آموجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اس وقت) انتباہ کا اسے کیا فائدہ؟

اور ہمارا ایمان ہے کہ:-

"فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ" ۱۶/۸۵

وہ جو چاہے کر دیتا ہے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ:-

اس کے ارادہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ارادہ کونیہ ۔

یہ بہرحال وقوع پذیر ہوجاتا ہے اور ضروری نہیں کہ اس کی مراد اللہ کو پسند بھی ہو، اور یہ مشیّت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے ارشاد فرمایا :

"وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

نیز فرمایا :

"وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ" الآية ۱۱/۳۴

اور اگر میں چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور اللہ یہ چاہے کہ تمہیں گمراہ کردے تو میری خیر خواہی کچھ سودمند نہ ہوگی ۔ وہی تمہارا پروردگار ہے ۔

۲۔ ارادہ شرعیہ :

ضروری نہیں کہ یہ وقوع پذیر ہوجائے مگر اس کی مراد اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہوتی ہے ۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ" الآية ۴/۲۷

اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد خواہ وہ کونی ہو یا شرعی اس کی

حکمت کے تابع ہے۔

پس اللہ جو کچھ پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا یا جس کسی چیز کے ذریعے مخلوق سے شرعاً عبادت کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے، اور وہ عین اس حکمت کے مطابق سر انجام پاتا ہے خواہ ہمیں اس کا علم ہو سکے یا ہماری عقلیں اس سے درماندہ وقاصر رہ جائیں۔ فرمایا

"اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ" ۹۵/۸

کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟

نیز فرمایا :

"وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوْقِنُوْنَ" ۵/۵۰

اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

فرمایا :

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

... الآية ۳/۳۱

(اے محمدؐ) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

اور فرمایا :

"فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" الآية ۵/۵۴

تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔

اور فرمایا:

"وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" ۴۹/۹

اور انصاف سے کام لو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور فرمایا:

"وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" ۲/۱۹۵

اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

اور ہمارا ایمان ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جو اعمال و اقوال مشروع قرار دیے ہیں وہ اسے پسندیدہ ہیں اور جن سے منع فرمایا وہ اسے ناپسند ہیں۔ فرمایا:

"اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ" الآية ۳۹/۷

اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کرو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے پسند فرمائے گا۔

نیز فرمایا:

"وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا

مَعَ الْقٰعِدِيْنَ" ۹/۴۶

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلنا) پسند نہیں فرمایا، تو ہلنے جلنے ہی نہ دیا، اور (اُن سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر راضی ہوتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ فرمایا:

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ" ۹۸/۸

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ (رضامندی کی نعمت) اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

کفار وغیرہ جو لوگ غضب کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان پر غصّے اور ناراض ہوتا ہے۔ فرمایا:

"اَلظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ" الآیۃ ۴۸/۶

جو اللہ تعالیٰ کے حق میں بُرے بُرے خیال رکھتے ہیں انہی پر بُرے حادثے واقع ہوں گے اور اللہ ان پر ناراض ہوا۔

اور فرمایا:

"وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" ١٦/١٠٦

بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

اور هم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ:

اللہ کا جلال و اکرام سے موصوف چہرۂ مبارک ہے۔ فرمایا:

"وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" ٥٥/٢٧

اور تیرے پروردگار کا چہرہ جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گا

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے عظمت و کرم سے متصف دو ہاتھ ہیں۔ فرمایا:

"بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ" ٥/٦٤

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اور فرمایا:

"وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" ٣٩/٦٧

اور انہوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ :

اللہ تعالیٰ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں جس کی دلیل درج ذیل آیتِ قرآنی اور حدیثِ نبوی ہے ۔ فرمایا :

"وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا" الآیۃ ۱۱/۳۷

اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے بناؤ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"حجابه النور لو كشفه لأحرقت سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه"

اللہ کا پردہ نور ہے اگر اسے اٹھا دے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار تا حدِ نگاہ اس کی مخلوق کو جلا کر رکھ دیں ۔

اور اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی آنکھیں دو ہیں اور اس کی تائید درج ذیل فرمانِ نبوی سے بھی ہوتی ہے ۔

آپ نے دجال کے بارے میں فرمایا :

"انه اعور وان ربكم ليس باعور"

دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار اس عیب و نقص سے پاک ہے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ :

"لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" ۶/۱۰۳

(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرتا

ہے اور وہ باریک بین ہے، خبردار ہے ۔
اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :
مومن قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے ۔
فرمایا :
"وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" ۲۲، ۷۵/۲۳
اس دن بہت سے چہرے پر رونق ہوں گے، اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہوں گے ۔
اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ ان جملہ صفاتِ باری تعالیٰ میں کمال کی وجہ سے اس کا ہم مثل کوئی نہیں ہے ۔
فرمانِ باری تعالیٰ ہے :
"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ" ۴۲/۱۱
اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔
اور ہمارا ایمان ہے کہ :
"لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ" الآیۃ ۲/۲۵۵
اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی ۔
کیوں کہ اس میں حیات اور قیومیت کی صفات بدرجۂ کمال پائی جاتی ہیں ۔
اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے کمالِ عدل و انصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔
اور اپنے ہمہ گیر علم و کمالِ نگرانی کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کے اعمال سے

کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔

اور ھارا ایمان ہے کہ اس کے کمالِ علم وقدرت کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز اسے لاچار نہیں کر سکتی۔ فرمایا:

"اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" ۳۶/۸۲

اس کی شان یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرما دیتا ہے کہ ہوجا، تو وہ ہوجاتی ہے۔

اور یہ کہ اپنے کمالِ قوت کی بدولت اسے کبھی لاچاری اور تھکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ ارشاد فرمایا:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ" ۵۰/۳۸

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوق) ان میں ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں ذرا بھی تھکاوٹ نہیں ہوئی۔

"لغوب" کا لفظ عاجزی اور تھکاوٹ دونوں کا معنی دیتا ہے۔

اور ھارا ان تمام اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان ہے جن کا ثبوت خود اللہ کے کلام سے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ملتا ہے لیکن ہم دو عظیم غلطیوں سے اظہارِ برأت کرتے ہیں۔

۱۔ **التمثیل:**

یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا کہ

اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کی صفات کی طرح ہیں۔

۲۔ التکییف:

دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ کی صفات یوں اور یوں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے منزہ اور پاک ہے جن کی اپنی ذات کے بارے میں اس نے خود یا اس کے رسولؐ نے نفی کی ہے۔

یاد رہے کہ اس نفی میں ضمناً اس کے الٹ اوصاف کمال کا ثبوت بھی ہے۔

اور جن صفات کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار فرمایا ہے ہم بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اور **ہم** سمجھتے ہیں کہ اس راستے پر چلنا فرض ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

کیوں کہ جن چیزوں کو اپنی ذات کے لیے خود اللہ نے ثابت کیا یا ان کی نفی کی ہے وہ اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی ہے، اور اپنی ذات کو وہی سب سے بہتر جانتا ہے۔

پھر حسن بیان اور صدق مقال میں بھی وہ بے مثال ہے۔

اور بندوں کا علم تو اس کی ذات کا ہرگز احاطہ نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی جن صفات کے وجود یا ان کی نفی کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے وہ آپ کی طرف سے اللہ کی ذات کے بارے میں خبریں ہیں۔ اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر آنحضورؐ کو ہی اللہ کے بارے میں علم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری مخلوق میں سب سے زیادہ خیر خواہ سچے اور عمدہ گفتگو کرنے والے

تھے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کمالِ علم اور کمالِ صداقت کا حامل اور حسنِ بیان میں سب سے بڑھ کر اور بہتر ہے تو پھر اسے قبول کرنے میں تردد کے لیے کوئی بہانہ ہے، نہ اسے رد کرنے کے لیے کوئی عذر۔

واللہ الموفق

فصل دوم:

اللہ کی وہ تمام صفات جن کا ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیلاً یا اجمالاً نفیاً یا اثباتاً ذکر کیا ہے ہم ان سب کے بارے میں اپنے رب عظیم کی کتاب قرآن اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر اعتماد کرتے ہیں، سلف امت اور ان کے بعد آنے والے ائمۂ ہدایت کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔

اور ہمارے نزدیک کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصوص کو ان کے ظاہری معانی اور اللہ عزوجل کی شان کے لائق حقائق پر محمول کرنا واجب ہے۔

اور ہم اعلانِ بیزاری و برارت کرتے ہیں :-

ا۔ اہلِ تحریف کے طریق کار سے — جنہوں نے ان نصوصِ کتاب وسنت میں اللہ ورسول کے منشار ومراد کے خلاف تحریف کی اور انہیں غلط معانی پر محمول کیا۔

ب۔ اور اہلِ تعطیل کے طرزِ عمل سے — جنہوں نے ان نصوص کو معطل قرار دے کر انہیں ان کے مدلولات کے لیے بے معنی ٹھہرا دیا جو ان سے اللہ اور رسولؐ کی مراد تھے۔

ج۔ اور اہلِ غلو کی روشِ غلط سے — جنہوں نے ان نصوص کو تمثیل پر محمول کیا (یعنی ان کے معانی اور مدلولات کو انسانی اوصاف پر قیاس کر کے اس کی مثالیں دیں) یا تکلف کر کے ان صفات باری تعالیٰ

کی کیفیت بیان کی جن پر یہ نصوص دلالت کرتی ہیں۔

اور ہمیں علم یقین حاصل ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ میں وارد ہوا ہے وہ سب حق ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے۔ جس کی دلیل درج ذیل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

• اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ ۴/۸۲

بھلا یہ لوگ قرآن مجید میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

نیز کسی کلام میں باہمی تناقض و تعارض کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول خبروں میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسولؐ میں یا ان دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کے اس دعوے کی حقیقت غلط مقصد اور دل کی کجی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور اپنی کج روی سے چھٹکارا حاصل کرے۔

اور جو شخص اس وہم میں مبتلا ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول میں یا ان دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کی وجہ قلتِ علم ہے یا قصورِ فہم یا پھر غور و فکر میں کوتاہی۔

سو اس کے لیے ضروری ہے کہ علم کی تلاش کرے، غور و تدبر کی کوشش

کرے تا آنکہ حق اس پر واضح ہو جائے۔ اگر اس کے باوجود اسے حق کی روشنی نصیب نہ ہو تو معاملہ کسی صاحبِ علم پر چھوڑ دے۔ اور اپنی اس توہم پرستی سے باز رہے اور پختہ کار اہلِ علم کی طرح یوں کہے:

"اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" - الآیۃ ۳/۷

ہم اس پر ایمان لائے (یہ) سب کچھ ہمارے پروردگار کے ہاں سے (آیا) ہے۔

اور جان رکھے کہ کتاب و سنت میں اور ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے سے کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے۔

وباللہ التوفیق

فصل سوم

ملائکہ پر ایمان

اور ہم اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر کہ وہ اللہ کے

"عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ" ۲۱/۲۶

مکرم بندے ہیں، اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور صرف اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، وہ اس کی عبادت میں مصروف اور اطاعت کے لیے دست بستہ کھڑے ہیں۔

"لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ" ۱۹-۲۰/ ۲۱

وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں، شب و روز (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں۔

اللہ نے ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا ہے لہٰذا ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے لیے انہیں ظاہر بھی کر دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ

علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے پورے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔

اور جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کامل بشری صورت اختیار کی تو حضرت مریم نے ان سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے جواب دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ جبریل علیہ السلام ایسے شخص کی شکل میں تشریف لائے جس کی نہ کوئی جان پہچان تھی اور نہ اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے، کپڑے نہایت سفید، بال انتہائی سیاہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے ہاتھ آپ کی رانوں پر رکھ لیے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوئے اور آپ بھی ان سے مخاطب ہوئے اور ان کے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ یہ جبریل تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کے ذمے کچھ کام لگائے گئے ہیں جنہیں وہ سرانجام دیتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے ایک جبریل علیہ السلام ہیں جن کو وحی کا کام سونپا گیا ہے جسے وہ اللہ کے پاس سے لاتے اور انبیاء و رسل میں سے جس پر اللہ چاہتا ہے نازل ہوتے ہیں۔

اور ایک ان میں سے میکائیل ہیں۔ بارش اور کھیتی اگانے کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔

اور ایک اسرافیل ہیں۔ جن کے ذمہ قیامت آنے پر پہلے لوگوں کی بیہوشی کے لیے، پھر دوبارہ زندہ کرنے کے لیے صور پھونکنا ہے۔

اور ایک ملک الموت ہے جس کے ذمے موت کے وقت روح قبض کرنا ہے۔

اور ایک ملک الجبال ہے جس کے ذمہ پہاڑوں کے امور ہیں۔

اور ایک ان میں سے مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔

اور کچھ فرشتے ان میں سے رحم مادر میں بچوں کے امور پر مقرر ہیں اور کچھ دوسرے بنی آدم کی حفاظت پر متعین۔

اور فرشتوں کی ایک قسم کے ذمے بنی آدم کے اعمال کی کتابت ہے۔ ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں۔

"عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۞ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" ۱۷-۱۸/۵۰

جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں۔ کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (لکھنے کو) تیار رہتا ہے۔

ایک گروہ میت سے سوال کرنے پر مامور ہے۔ جب میت موت کے بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچا دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کے پروردگار، اس کے دین اور نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ" ۱۴/۲۷

اللہ ایمانداروں کو پکی بات (کلمہ طیّبہ) پر دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اوران میں سے کچھ فرشتے اہلِ جنّت کے ہاں متعین ہیں۔

"يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" ۲۳، ۲۴

ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے، (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کے سبب ہے اور عاقبت کا گھر خوب ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آسمان میں "البیت المعمور" ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس میں نماز پڑھتے ہیں ۔۔ اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں ان کی باری دوبارہ کبھی نہیں آتی۔

وباللہ التوفیق

فصل چہارم

کتابوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں جو اہلِ جہاں پر اللہ کی حجت اور عمل کرنے والوں کے لیے منارہ نور ہیں۔ پیغمبر ان کتابوں کے ذریعے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں کی صفائی فرماتے رہے ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ الآیہ ۲۵/۵۷

تحقیق ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (قواعدِ عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

اور ہمیں ان میں سے درج ذیل کتابوں کا علم ہے۔

۱۔ **توراۃ**:۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ کتبِ بنی اسرائیل میں سے عظیم ترین کتاب ہے۔

﴿فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ

اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ الآیۃ ۵/۴۴

جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرماں بردار تھے۔ یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ وعلماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔

ب: **انجیل** :۔ جسے اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ توراۃ کی تصدیق اور اس کا تتمہ تھی۔

فرمایا:

" وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ "۔

۵/۴۶

اور ہم نے اس (عیسیٰؑ) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے۔ تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ونصیحت ہے۔

نیز فرمایا:

" وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ " الآیۃ ۳/۵۰

اور (میں اس لیے بھی آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لیے حلال کر دوں۔

ج: **زبور** :۔ جس سے اللہ نے حضرت داؤد کو سرفراز فرمایا۔

د :۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف ۔

ھ :۔ **قران مجید** :۔ جسے اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا :۔

"هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ" الآیۃ

۲/۱۸۵

جو لوگوں کے لیے راہنما اور (جس میں) ہدایت کی واضح نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے ۔

اور فرمایا :

" مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ " الآیۃ ۵/۴۸

جو (کتاب) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے ۔ اور ان (سب) پر نگران ہے ۔

قرآن حکیم کے ذریعے اللہ نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا ۔ آوارہ مزاج لوگوں کی بیہودگی اور اہلِ تحریف کی ہر قسم کی کجی سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اپنے ذمے لی ۔ فرمایا :

" إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ " ۱۵/۹

بے شک ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں کیوں کہ وہ قیامت تک کے لیے تمام خلق خدا پر حجت بن کر باقی رہیگا اور جہاں تک سابقہ کتب سماویہ کا تعلق ہے سو وہ ایک مدتِ مقررہ تک

کے لیئے ہوا کرتی تھیں تا آنکہ دوسری کتاب نازل ہو جاتی جو پہلی کو منسوخ کر دیتی اور اس میں واقع ہونے والی تحریف و تغییر کی وضاحت بھی کر دیتی یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سے قبل کوئی کتاب تحریف سے محفوظ نہ تھی۔ چنانچہ ان کتابوں میں تحریف، زیادتی اور کمی سب کچھ واقع ہو چکا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" الآیۃ

۴/۴۹

یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں۔

۱۔ "فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ" ۲/۷۹

تو ان لوگوں پر افسوس جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ (ایک) تو ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھنے پر افسوس ہے اور دوسرا اس لیے ان پر افسوس ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

۲۔ "قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ

هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ
كَثِيْرًا" الآية ٦/٩١

کہہ دیجیے! جو کتاب موسیٰؑ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم علیحدہ علیحدہ اوراق، (پر نقل) کر کے رکھتے ہو۔ ان (کے کچھ حصّے) کو تو ظاہر کرتے ہو۔ اور اکثر کو چھپاتے ہو۔

۳۔ "وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ
مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ٥ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ
اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" الآية ۔ ۷۸-۷۹/۳

اور ان (اہلِ کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں، کتاب میں سے ہے حالاں کہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔ کسی بشر کو یہ شایانِ شان نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب و حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔

۴۔ "يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ، قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ. يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ. لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ" الاية ۱۵، ۱۶، ۱۷/ ۵

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے (آخری) پیغمبر آ گئے ہیں۔ جو تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے۔ وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں، کہ عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے۔ وہ بے شک کفر کرتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيق

فصل پنجم

رسولوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول مبعوث فرمائے اور ان کو

"مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" ۴/۱۶۵

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور **ہمارا** ایمان ہے کہ ان میں سے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ اور خاتم النبیین **حضرت** محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرمایا

"اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ" الآیۃ۔ ۴/۱۶۳

(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے رسولوں کی طرف بھیجی تھی۔

نیز فرمایا:

" مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ " الایۃ ۳۳/۴۰

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔

اور بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اور پھر علی الترتیب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ وعلیہا السلام کا مقام و مرتبہ ہے۔ اور یہی پانچ خصوصیت سے اس آیت کریمہ میں مذکور ہیں۔

" وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا " ۳۳/۷

اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت خصوصی فضیلت کے حامل ان تمام رسولوں کی شریعتوں کے جملہ فضائل کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ فرمایا:

" شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ " ۴۲/۱۳

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسول بشر اور مخلوق تھے۔ ربوبیت کے ساتھ خاص امور میں سے ان میں کوئی چیز نہ تھی۔ اللہ نے اوّلین رسول حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے ارشاد فرمایا:

" وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ " الآیۃ ۱۱/۳۱

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور سب سے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ لوگوں سے فرمادیں۔

" لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ " الآیۃ ۶/۵۰

نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور یہ بھی فرمادیں کہ:

" لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ " الآیۃ ۷/۱۸۸

میں اپنی ذات کے لیے کسی فائدے اور نقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے۔

اور فرما دیں کہ:

"اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا" ۲۱، ۲۲/۷۲

بے شک میں تمہارے حق میں کسی نقصان اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا، یہ بھی کہہ دو کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے ہرگز کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں پاتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام رسول علیہم السلام اللہ کے بندوں میں سے تھے، اللہ نے انہیں رسالت کے اعزاز سے نوازا اور ان کی مدح و ستائش کے بلند ترین مقامات میں ان کے وصفِ عبودیت (بندگی) کا ذکر فرمایا۔

اوّلین پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

"ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا" ۱۷/۳

اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا، بے شک نوح (ہمارے) شکر گزار بندے تھے۔

اور خاتم الرسل حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

"تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا" ۲۵/۱

(اللہ) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل

فرمایا تاکہ اہل جہان کو ڈرائے ۔

اور دیگر رسولوں کے متعلق فرمایا :

"وَاذْكُرْ عِبَادَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ" ۳۸/۴۵

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور صاحب نظر تھے ۔

"وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ" ۳۸/۱۷

اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو قوت والے تھے، وہ بے شک (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے ۔

"وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ" ۳۸/۳۰

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیے بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے ۔

اور عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ارشاد فرمایا :

"اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ" الآية ۴۳/۵۹

وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سلسلۂ رسالت ونبوت ختم فرمایا اور آپ کو پوری انسانیت

کے لیئے رسول بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ" ۷/۱۵۸

(اے محمد) کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) وہ جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے تو اللہ پر اور اس کے رسول امی پر جو اللہ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی دین اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا۔ اور بیشک اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کا کوئی دین قبول نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" الآیۃ ۳/۱۹

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اور فرمایا :

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" الآیۃ ۵/۳

آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری

کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا۔
اور فرمایا:
"وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ" ۳/۸۵

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ جو مسلمان دینِ اسلام کے علاوہ کسی دین مثلاً یہودیت نصرانیت وغیرہ کو قابلِ قبول اور معتبر سمجھے وہ کافر ہے۔ اسے توبہ کے لیے کہا جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ اسے مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا کیوں کہ وہ قرآن پاک کی تکذیب کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جس شخص نے رسالتِ محمدیہ یا اس کے پوری انسانیت کے لیے ہونے کا انکار کیا، اس نے تمام رسولوں کے ساتھ کفر کیا۔ حتیٰ کہ اس رسول کا بھی جس کی اتباع اور اس پر ایمان کا اسے دعویٰ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ" ۲۶/۱۰۵

قومِ نوح نے (بھی) رسولوں کی تکذیب کی۔

اس آیتِ مبارکہ میں نوح علیہ السلام کی تکذیب کرنے والوں کو تمام رسولوں کے مکذب قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ نوح علیہ السلام سے قبل کوئی رسول نہیں ہوا اللہ نے فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا" ۱۵۰-۱۵۱/۴

بے شک جو لوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے درمیان ایک نئی راہ نکالنا چاہتے ہیں وہ بلا شبہ کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کے بعد جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی اور اسے سچا سمجھا وہ کافر ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے کا مرتکب ہوا ہے۔

اور ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین پر بھی ایمان ہے جو آپؐ کی امت میں آپؐ کے بعد علم، دعوت و تبلیغ اور مومنوں پر ولایت میں آپ کے خلیفے بنے۔ اور بلا شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی چاروں خلفاء میں سب سے افضل اور خلافت کے اوّلین حق دار تھے۔ پھر علی الترتیب حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ہے۔ اسی مقام و مرتبہ اور فضیلت میں ترتیب کے مطابق

وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے حق دار تھے۔

اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بہت بعید ہے ۔جب کہ اس کا کوئی کام بھی انتہائی درجہ کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔کہ وہ خیر القرون میں کسی بہتر اور خلافت کی زیادہ حق دار شخصیت کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو مسلمانوں پر مسلط فرمادے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ خلفاء راشدین میں سے مذکورہ ترتیب کے مطابق بعد والے خلیفہ میں ایسے خصائص ہو سکتے ہیں جن کی بدولت وہ اپنے سے افضل خلیفہ سے جزوی طور پر فائق ہو لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے سے افضل خلیفہ پر مطلق فضیلت کا حق دار ہے کیوں کہ فضیلت کے اسباب بہت سارے اور کئی قسم کے ہیں۔

امتِ محمدیہ تمام امتوں سے بہتر ہے

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

یہ امت تمام امتوں سے بہتر اور اللہ کے ہاں زیادہ عزت و شرف رکھتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ" الآية ۳/۱۱۰

(مومنو) جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

ہمارا ایمان ہے کہ:

امت میں سب سے بہتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر تابعین اور پھر تبع تابعین رحمہم اللہ۔ اور یہ کہ اس امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والا، یا انہیں بے یار و مددگار چھوڑنے والا کوئی شخص ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو فتنے ظہور پذیر ہوئے ان کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اجتہاد پر مبنی تاویل کی بناء پر سب کچھ ہوا سو جس کا اجتہاد درست تھا اسے دو اجر ملیں گے اور جس سے اجتہادی غلطی ہوئی اسے ایک اجر ملے گا اور اس کی خطا بخش دی گئی ہے۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کی ناپسندیدہ باتوں پر حرف گیری سے مکمل طور پر باز رہنا واجب ہے۔ صرف ان کی بہتر سے بہتر مدح سرائی کرنی چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق ہمیں اپنے دلوں کو کینے اور بغض وغیرہ سے پاک رکھنا چاہیے کیوں کہ ان کی شان میں اللہ کا فرمان ہے۔

"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ" الآیۃ ۱۰/۵۷

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (اور جس نے یہ کام بعد میں کیے برابر نہیں ہو سکتے۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں (مال) خرچ کیا اور جہاد میں شریک ہوئے اور اللہ نے سب سے نیک (ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔

اور ہمارے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے :

”وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ“ ۵۹/۱۰

اور ان کے لیے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دُعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (حسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

و باللہ التوفیق

فصل ششم

قیامت پر ایمان

اور یوم آخرت پر ہمارا ایمان ہے اور وہی قیامت کا دن ہے جس کے بعد کوئی دن نہیں، جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا، پھر یا تو ہمیشہ کے لیے نعمتوں کے گھر جنت میں رہیں گے یا دردناک عذاب کے گھر جہنم میں۔

اور ہمارا بعث بعد الموت پر ایمان ہے یعنی حضرت اسرافیل جب دوبارہ صور پھونکیں گے تو اللہ تعالیٰ تمام مُردوں کو زندہ فرمائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

"وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ" ٣٩/٦٨

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔ پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

تب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر پروردگارِ عالم کی طرف جائیں گے،

ننگے پاؤں بغیر جوتوں کے ننگے بدن بغیر کپڑوں اور بغیر ختنوں کے ہوں گے

"كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ" ۲۱/۱۰۴

جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے (یہ) وعدہ (ہے جس کا پورا کرنا ہم کو لازم ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔

اور ہمارا اعمال ناموں پر بھی ایمان ہے کہ وہ دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے یا پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں۔ فرمایا :

"فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ، وَيَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا" ۸۴/۷

تو جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور اپنے گھر والوں میں خوش ہو کر لوٹے گا اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پشت کی جانب سے دیا گیا۔ وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

اور فرمایا :

"وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتَابًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا . اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا" ۱۷/۱۳

اور ہم نے ہر انسان کی قسمت اس کے گلے میں لٹکا دی ہے اور قیامت کے روز (ایک) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

اور میزان ہائے اعمال پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کے روز وہ قائم کیے جائیں گے۔ پھر کسی جان پر کوئی بھی ظلم نہ ہوگا۔

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ" ۷، ۸/۱۰۰

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

"فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ" ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴/۲۳

تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔

"مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ" ۱۶۱/۶

جو کوئی نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے ویسی ہی سزا ملے گی (ایک برائی کے برابر) اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ شفاعتِ عظمیٰ کا اعزاز خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔

جب لوگ ناقابلِ برداشت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے تو پہلے حضرت آدم پھر یکے بعد دیگرے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے تو آپ اللہ کی اجازت سے اس کے حضور بندوں کی سفارش فرمائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جو مومن اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جائیں گے ان کو وہاں سے نکالنے کے لیے بھی سفارش ہوگی اور اس کا اعزاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء، مومنوں اور فرشتوں کو بھی حاصل ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ مومنوں میں سے کچھ لوگوں کو بغیر سفارش کے محض اپنی رحمت اور فضلِ خاص سے جہنم سے نکال لے گا۔

اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے بڑھ کر سفید، (اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈا) شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہوگا۔ اس کا طول و عرض ایک ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگا۔

اور اس کے آبخورے حسن وزیبائش اور کثرتِ تعداد میں آسمان کے ستاروں کی مانند ہوں گے (وہ میدانِ محشر میں ہوگا اس میں جنّت کی نہر کوثر سے دو پرنالے آکر گریں گے)

امتِ محمدیہ کے اہلِ ایمان وہاں سے پانی پئیں گے جس نے وہاں سے ایک بار پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ جہنم پر پل صراط نصب ہوگی۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزریں گے۔ پہلے درجے کے لوگ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے پھر درجہ بدرجہ کچھ ہوا کی سی تیزی سے، اور کچھ پرندوں کی طرح اور کچھ تیز دوڑتے ہوئے گزریں گے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر کھڑے دُعا فرما رہے ہوں گے۔

اے رب انہیں سلامت رکھ، حتّٰی کہ لوگوں کے اعمال پل صراط پر سے گزرنے کے لیے ناکافی اور عاجز رہ جائیں گے تو وہ پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزریں گے۔

اور پل صراط کے دو رویہ کنڈیاں لٹکتی ہوں گی جس کے متعلق انہیں حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گی، کچھ لوگ تو ان کی خراشوں سے زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور کچھ جہنم میں گر پڑیں گے۔

اور کتاب وسنّت میں اس دن کی جو خبریں اور ہولناکیاں مذکور ہیں۔

ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں ہماری مدد فرمائے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ جنّت کے جنّت میں

داخلہ کے لیے بھی سفارش فرمائیں گے اور اس کا اعزاز بھی بالخصوص آپؐ کی ذاتِ گرامی ہی کو حاصل ہوگا۔

جنت، دوزخ پر بھی ہمارا ایمان ہے، جنت دارالنعیم (نعمتوں کا گھر) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور مومن بندوں کے لیے تیار کیا ہے، اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی فردِ بشر کے دل میں ان کا تصور ہی آیا ہے۔ فرمایا:

"فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" ۳۲/۱۷

کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔

اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ نے کافروں اور ظالموں کے لیے تیار کر رکھا ہے وہ ایسا عذاب اور عبرت ناک سزائیں ہیں جن کا دل پر کبھی کھٹکا بھی نہیں گزرا۔ فرمایا:

"إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا" ۲۹/۱۸

ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا۔ (ان کے

پینے کا)، پانی بھی بُرا اور آرام گاہ بھی بُری ۔

اور جنت، دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ کبھی فنا نہیں ہوں گے ۔ فرمایا :

"وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا" ۱۱/۶۵

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کا رزق خوب بنایا ہے ۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۚ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا" ۳۳/۶۶،۶۵،۶۴

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے ۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے نہ مددگار ۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹائے جائیں گے، کہیں گے ۔ اے کاش! ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور رسول کا حکم مانتے ۔

اور ہم ان سب لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے لیے کتاب و سنت نے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت

دی ہے ۔

جن کے نام لے کر انہیں جنت کی شہادت ملی ہے ان میں ابوبکر صدیق حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شامل ہیں ۔ جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیین فرمائی ۔

اور اہل جنت کے اوصاف کے اعتبار سے ہر مومن اور متقی کے لیے جنت کی شہادت ہے ۔

اور اسی طرح ہم ان سب لوگوں کے جہنمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے کتاب وسنت نے انہیں جہنمی قرار دیا ہے ۔ چنانچہ ابولہب، عمرو بن لحی اور اس قماش کے لوگوں کو نام لے کر جہنمی قرار دیا گیا ہے اور اہل جہنم کے اوصاف کے اعتبار سے ہر کافر اور مشرک اور منافق کے لئے جہنم کی شہادت ہے ۔

اور ہم قبر کی آزمائش و ابتلاء پر بھی ایمان رکھتے ہیں ۔ اس سے مراد وہ سوالات ہیں جو میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں ہوں گے ۔

پھر

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" الآية ۱۴/۲۷

اللہ مومنوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)

مومن تو کہے گا کہ میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں۔

مگر کافر اور منافق جواب دیں گے۔

میں نہیں جانتا۔ میں تو جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا، کہہ دیتا تھا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مومنوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

"اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" ۱۶/۳۲

جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔ سلام کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے سبب بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

اور ظالموں اور کافروں کو قبر میں عذاب ہوگا۔ فرمایا:

"وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ" ۶/۹۳

اور کاش تم ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیات سے سرکشی کرتے تھے۔

اور اس بارے میں بہت ساری احادیث بھی اہلِ علم کے ہاں معروف

ہیں۔ سو اہلِ ایمان پر فرض ہے کہ ان غیبی امور کے متعلق جو کچھ کتاب وسنت میں آیا ہے۔ اس پر بلا چون وچرا ایمان لائیں اور دنیا کے مشاہدات پر قیاس کرکے ان سے معارضہ اور اختلاف نہ کریں کہ اُخروی امور کا دنیوی امور پر قیاس درست نہیں کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ہے۔

واللہ المستعان

فصل ھفتم

تقدیر پر ایمان

اور ہم تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کائنات کے بارے میں پہلے سے اللہ کے علم اور تقاضا ر حکمت کے عین مطابق ہے۔

اور مراتب تقدیر چار ہیں۔

پہلا مرتبہ ـــــــــ علم

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا اور جس طرح ہو گا سب کچھ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعے جانتا ہے۔ اس کا علم نو پید نہیں ہے، جو بے علمی کے بعد حاصل ہوا اور نہ ہی اسے علم کے بعد نسیان لاحق ہوتا ہے (یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی انتہا)

دوسرا مرتبہ ـــــــــ کتابت

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ فرمایا:

"اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ـ

اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۰ ؍ ۲۲/۷۰

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔ (یہ سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔

تیسرا مرتبہ ــــــــ مشیّت

ہمارا ایمان ہے کہ جو آسمان وزمین میں ہے سب اللہ کی مشیت کا تقاضا ہے کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ ــــــــ تخلیق

ہمارا ایمان ہے کہ

"اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۔ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "

۶۲، ۶۳/۳۹

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔ اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔

اور ان مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بندوں کی طرف سے ہوتا ہے سو بندوں سے جو بھی اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں یا جن کاموں کو وہ ترک کر دیتے ہیں وہ سب کے

سب اللہ کے علم میں، اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کا تقاضا کیا اور اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ۔

"لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" ۲۸، ۲۹/۸۱

(یعنی) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العلمین چاہے ۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ ۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ" ۶/۱۳۷

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ ۔

"وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ" ۳۷/۹۶

حالاں کہ تم کو اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار اور قدرت سے نوازا ہے ۔ بندہ جو کرتا ہے اس اختیار اور قدرت کی بنا پر ہی کرتا ہے ۔

اور کئی امور اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا فعل اس کے اختیار اور

قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ :

"فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ" الآیۃ ۲/۲۲۳

اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ ۔

اور فرمایا :

"وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً" الآیۃ ۹/۴۶

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے ۔

پہلی آیت میں "اتیان" (آنے) کو بندے کی مشیت کے ساتھ اور دوسری آیت میں "اعداد" (تیاری) کو اس کے ارادے پر موقوف رکھا ہے ۔

۲۔ بندے کو اللہ نے اوامر و نواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے، اگر اس کے پاس اختیار و قدرت نہ ہوتے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کی حکمت، رحمت اور اس کی طرف سے موصول ہونے والی سچی خبر کے منافی ہے۔ جب کہ اس کا فرمان ہے :

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" ۲/۲۸۶

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔

۳۔ نیکوکار کی نیکی پر ستائش بدکار کی بدکاری پر مذمت اور دونوں کو ان کے حسب استحقاق بدلے کا وعدہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مجبور نہیں، بلکہ مختار ہے ۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادے سے صادر نہ ہوتا ہو

تو نیکو کار کی مدح سرائی، فضول اور بُرے کی سزا اس پر ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ فضول کاموں اور ظلم سے پاک ہے ۔

۴ ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے جن کا مقصد یہ ہے کہ :

" مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ " الآیۃ ۴/۱۶۵

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے ۔

اور اگر بندے کا عمل اس کے اختیار و ارادہ میں نہ ہوتا تو رسول بھیجنے سے اس کی حجت باطل نہ ہوتی ۔

۵ ۔ ہر کام کرنے والا شخص کام کرتے یا اسے چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر طرح کے جبر و اکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے ۔

انسان محض اپنے ارادہ سے اٹھتا ، بیٹھتا ، آتا جاتا اور سفر و حضر اختیار کرتا ہے اسے کوئی شعور و احساس نہیں ہوتا کہ کوئی اسے اس پر مجبور کر رہا ہے بلکہ فی الواقع وہ ان امور میں جو اپنے اختیار سے یا کسی کے مجبور کرنے سے کرتا ہے فرق کر سکتا ہے ۔ ایسے ہی شریعت نے بھی احکام کے اعتبار سے ان دونوں قسم کے افعال و اعمال میں فرق کیا ہے ۔

چنانچہ انسان حقوق اللہ سے متعلق جو کام مجبور ہو کر کر گذرے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے ۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ گنہ گار کو اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے کا کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ وہ معصیت کا اقدام کرتے وقت با اختیار ہوتا ہے اور اسے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا کہ اللہ نے اس کے لیے یہی مقدر کر رکھا ہے کیونکہ کسی امر کے واقع ہونے سے قبل تو اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں جان سکتا۔

"وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا" ۳۱/۳۴

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔

پھر جب انسان کوئی اقدام کرتے وقت ایک حجت کو جانتا ہی نہیں۔ تو پھر عذر پیش کرتے وقت اس سے دلیل کیونکر پکڑ سکتا ہے اور بلاشک اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو باطل قرار دیا ہے۔ فرمایا :

"سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْشَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ"

۶/۱۴۸

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے۔ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

- نیز ہم تقدیر کو بنیاد بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں سے کہیں گے۔
آپ نیکی اور اطاعت کا اقدام کیوں نہیں کرتے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ اللہ نے آپ کی یہی تقدیر لکھی ہوئی ہے۔ اطاعت اور معصیت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فعل صادر ہونے سے پہلے لاعلمی میں آپ کے لیے دونوں برابر ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرامؓ کو یہ خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا جنت اور جہنم دونوں میں ٹھکانہ مقرر کر دیا گیا ہے تو انہوں نے عرض کی کہ آیا ہم عمل ترک کر کے اسی پر اعتماد نہ کر لیں آپ نے فرمایا نہیں کیوں کہ جس کو جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسی کے اعمال کی توفیق اسے میسّر آتی ہے۔
- نیز اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے والے سے کہیں گے کہ :
اگر آپ کا مکہ کے لیے سفر کا ارادہ ہو، اور اس کے دو راستے ہوں، آپ کو کوئی قابلِ اعتماد آدمی خبر دے کہ ایک راستہ ان میں سے خطرناک اور تکلیف دہ ہے۔ دوسرا آسان اور پُرامن ہے تو یقیناً آپ دوسرا راستہ ہی اختیار کریں گے اور ناممکن ہے کہ یہ کہتے ہوئے پہلے پرخطر راستے پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار دیوانوں میں ہوگا۔
- نیز ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ :
اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیش کش کی جائے ان میں سے ایک کا مشاہرہ زیادہ ہو تو آپ کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت اختیار کریں گے

تو پھر عملِ آخرت کے سلسلے میں آپ کیونکر ادنیٰ اجرت کو اختیار کرتے ہیں اور پھر تقدیر کو حجت بناتے ہیں ۔

- اور ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ ؛

جب آپ کسی جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اپنے علاج کے لیے ہر ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں ۔ آپریشن کی تکلیف اور کڑوی دوا پورے صبر سے برداشت کرتے ہیں تو پھر اپنے دل پر مرضِ معصیت کے حملے کی صورت میں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے ۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمالِ رحمت و حکمت کے پیشِ نظر شر کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ " رواہ مسلم ۔ اور شر تیری طرف منسوب نہیں ہے ۔

فی نفسہٖ اللہ کی قضاء میں کبھی شر نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اس کی رحمت و حکمت سے صادر ہوتی ہے ۔ بلکہ اس کے مقتضیات و نتائج میں شر ہوتا ہے (جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعاءِ قنوت تعلیم فرمائی اس میں آپ کا ارشاد ہے ؛

" وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ "

مجھے اپنی فیصلہ کردہ چیز کے شر سے محفوظ رکھ ۔

اس میں شر کی اضافت مقتضیٰ یعنی قضا کے نتیجہ کی طرف ہے اور پھر مقتضیات و نتائج میں بھی محض اور خالص شر نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے

تو دوسرے اعتبار سے خیر۔ نیز ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً خشک سالی، بیماری، فقیری اور خوف وغیرہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں لیکن دوسرے مقام اور نقطۂ نظر سے یہی چیزیں خیر و بھلائی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" ۳۰/۴۱

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا، شادی شدہ بدکار کو رجم (سنگساری) کی سزا، چور اور زانی کے لیے تو شر ہے کیوں کہ ایک کا ہاتھ ضائع ہوتا اور دوسرے کی جان جاتی ہے لیکن ایک اعتبار سے تو یہ ان کے لیے بھی خیر ہے کہ گناہوں کا ازالہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا و آخرت کی سزا جمع نہیں فرماتے

اور دوسرے مقام پر یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ اس سے لوگوں کے مالوں، عزتوں اور نسبوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

فصل ھشتم

اس عقیدے کے ثمرات و فوائد

ان عظیم الشان اصول و قواعد پر مشتمل یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقد کے لیے بہت سے جلیل القدر ثمرات و نتائج کا حامل ہے۔

چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ کی محبت و تعظیم پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ اوامر الٰہی پر کاربند رہتا اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمالِ سعادت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" ۱۶/۹۷

جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور (آخرت میں

ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے ۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات و فوائد :

۱۔ اللہ کے خالق کی عظمت، قوت اور غلبہ کا علم ۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ خصوصی عنایت پر اس کا شکریہ، جب کہ اس نے ان فرشتوں کو بندوں پر مقرر کر رکھا ہے جو ان کی حفاظت کرتے اور ان کے اعمال کو احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مصالح بھی ان کے ذمے ہیں ۔
۳۔ اس سے فرشتوں کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت، باحسن و اکمل وجوہ بجالاتے اور مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں ۔

کتابوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد :

۱۔ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی عنایت کا علم جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے ایک کتاب نازل فرمائی جو انہیں راہِ حق کی طرف راہنمائی کرتی ہے ۔
۲۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور کہ اللہ نے ان کتابوں میں ہر امت کے لیے ان کے مناسبِ حال شریعت نازل کی اور ان میں سے آخری کتاب قرآنِ عظیم ہے جو تا قیامت ہر زمان و مکان میں پوری مخلوق کے لیے موزوں ہے

۳۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ خصوصی رحمت وعنایت کا علم۔ جبکہ اس نے ہدایت وارشاد کے لیے ان کی طرف قابلِ صد احترام رسول مبعوث فرمائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ کبریٰ پر اس کی شکر گزاری

۳۔ رسولوں کی محبت ان کی توقیر اوران کے لائق شان مدح وثنا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے بندوں کا خلاصہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی طرف سے پیغام رسانی، اس کے بندوں کی خیر خواہی کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا اوراس راستے میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کا مظاہرہ کیا۔

یومِ آخرت پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اطاعت باری تعالیٰ کا انتہائی شوق، اس دن کے لیے حصولِ ثواب میں رغبت اوراس میں عذاب کے ڈر سے اللہ کی نافرمانی سے احتراز

۲۔ دنیا کی نعمتوں اوراس کے سازوسامان میں سے جسے انسان حاصل نہیں کر پاتا، مومن کے لیے وجہ تسلی ہے کہ اسے اُخروی نعمتوں اور اجر وثواب کی صورت میں اس کے نعم البدل کی امید ہوتی ہے۔

تقدیر پرایمان کے ثمرات :

۱۔ اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا۔ کیوں کہ سبب اور اس کا نتیجہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر موقوف ہیں۔

۲۔ طبعی راحت اور دلی اطمینان ۔ کیوں کہ جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ قضائے الٰہی کا نتیجہ ہے اور ناپسندیدہ امر بھی لامحالہ واقع ہونے والا ہے تو طبیعت ایک گونہ راحت محسوس کرنے لگتی ہے اور دل مطمئن ہو کر اپنے پروردگار کی قضا پر راضی ہو جاتا ہے ۔ جو شخص تقدیر پر ایمان لے آتا ہے اس سے بڑھ کر آرام دہ زندگی ، طبعی راحت ، اور زیادہ اطمینان کسی کو حاصل نہیں ہوتا ۔

۳۔ مقصود حاصل ہونے پر اپنے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا کیوں کہ اس نعمت کا حصول جناب باری تعالیٰ کی جانب سے اور تقدیر میں کامیابی و خیر کے اسباب کی بنا پر ہوا ہے ۔ سو انسان اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا اور خوش فہمی سے باز رہتا ہے ۔

۴۔ کسی ناپسندیدہ چیز کے وقوع یا مقصود ومراد فوت ہونے پر بے چینی و اضطراب سے چھٹکارا ۔ کیوں کہ وہ اس باری تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور وہ بہر حال نافذ ہو کر رہے گا ۔ تو آدمی اس پر صبر کرتا ہے اور اجر وثواب کا طلب گار رہتا ہے ۔

اور درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

"مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ" ۵۷/۲۳،۲۲

کوئی مصیبت ملک پر یا خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔ بلاشک یہ اللہ کو آسان ہے تاکہ جو کچھ تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اس کے فوائد و ثمرات سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے مزید فضل سے نوازے اور جب اس نے ہمیں ہدایت مرحمت فرمائی ہے تو اب ہمارے دلوں کو ہر طرح کی کج روی سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے رحمت عنایت فرمائے کہ وہ بے تحاشا عنایت فرمانے والا ہے۔

والحمد لله رب العلمين. وصلى الله تعالى على نبينا محمد و على آله و اصحابه و التابعين لهم باحسان.

محمد صالح العثيمين

۳۰ شوال سنہ ۱۴۰۴ھ